اصولِ عقائدِ اسلامیہ

مترجم اردو

کتاب الاعتقادیہ

ترجمہ: ابو یاسر ایم اے (مساوی) ایل ایل بی

تصنیف ۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہ سید محمد نور بخش قہستانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ابویاسر عفی عنہ

کتابت ۔۔۔۔۔۔۔۔ محمد طاہر

مطبع ۔۔۔۔۔۔۔۔ جدید پریس عیدگاہ کراچی

تعداد نسخہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک ہزار

ھدیہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ پانچ روپے

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

ترجمہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاِیْمَانَ بِہٖ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَبِیَوْمِ دِیْنِہٖ سَبِیْلَ الرُّشْدِ وَالتُّقٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی ضَوْءِ سَبِیْلِ الْحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الْھُدٰی

اَمَّا بَعْدُ، اٰیۂ مبارک یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ؕ

(اجمالی) ایمان والو (تفصیل سے) اللہ، اسکے رسول، رسول پر اتاری ہوئی کتاب اور سابقہ منزّل من اللہ کتاب (جماعۃ من حیث الوحدۃ) پر ایمان لے آؤ۔ جو کوئی اللہ، اسکے فرشتوں، اسکی کتابوں، اسکے رسولوں اور آخری دن (یوم قیامت) کو نہ مانے وہ ناقابل واپسی گمراہی میں مبتلا ہوا ہے" کے مطابق کسی فرد مکلف کے دائرہ اسلام میں داخل رہنے کے لئے ان پانچ چیزوں پر ایمان ضروری ہے۔ لیکن جس طرح ایک واجب العمل کل کے اندر کتنی واجب اجزاء ہوتے ہیں۔ اور ان اجزاء واجبہ کی ادائیگی کے بغیر اس کلِ واجب کی ادائیگی متصور نہیں ہوتی۔ اسی طرح ان اصول خمسہ کے اعتقاد اجمالی میں ہر ایک کے ساتھ متعدد تفصیلی معتقدات ہیں۔ جن کی مثبت اثباتی یا منفی پر اعتقاد رکھے بغیر اجمال پر پورا ایمان شمار نہیں ہوسکتا۔ مگر ہر اجمال کی تفاصیل کی تعداد، ان پر ایمان کی نوعیت، ان کی حد ابتداء و حد انتہاء یعنی ہر اجمال کی کیا کیا تفاصیل ہیں، ہر تفصیل پر کیسے کیسے اور کہاں کہاں ایمان رکھا جائے۔ ان مسائل کا صحیح صحیح بیان اور انکی یقینی انداز میں نشاندہی ظاہر بات ہے کہ ہر ایں و آں کے بس کی بات نہیں۔ جب فروعی مسائل میں علماء کے اختلاف نے اسلام کے اندر ہی بہتر بہتر فسانے بنا دیئے تو اصولی مسائل کا میدان اور بھی زیادہ وسیع ہونے کی وجہ

سے مزید احتیاط کی ضرورت ہے کہ اسمیں اعتقاد کی صحیح صحیح نشاندہی ہو۔
مختصراً راسخ العلم اور راسخ العقیدہ علماء ہی ہو سکتے ہیں۔ جو ہمیں گرداب اختلاف سے نجات دلا کر قرآن و حدیث کے مطالب و مفاہیم تک پہنچنے میں مشعل راہ فراہم کریں شاہ سید محمد نور بخش تہتانی رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق چونکہ ان علماء کے ممتاز ترین گروہ سے ہے اس لئے انہوں نے اس مختصر سے رسالے "کتاب الاعتقادیہ" میں اسلامی معتقدات خمسہ کو انتہائی سلیس اور مختصر، مگر واضح اور حسب ضرورت مفصل انداز میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا کر اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے ساتھ ساتھ امت اسلامیہ پر عظیم احسان فرمایا ہے۔ امت کی جانب سے اس عظیم احسان کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولائے کریم آپ کی روح اقدس پر الطاف کی بارشیں ہر زمانے میں ہر لمحہ افشاں رہیں۔ آمین۔

چونکہ کتاب کا متن عربی میں ہے۔ اہل عجم تک ان بنیادی اعتقادات کے مفاہیم پہنچانے کی غرض سے اہل علم مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے کرتے رہے ہیں۔ ماضی قریب میں سید قاسم شاہ مرحوم کا فارسی ترجمہ اور علامہ محمد بشیر صاحب کا اردو ترجمہ ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ کتاب کی افادیت و اہمیت کی ہر دلعزیزی کو ترجموں کی جھلک نے اور بھی مقبول عام بنایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں کی تعداد میں موجود نسخے بازار سے نایاب ہو گئے۔

بنیادی ضرورت کی اہمیت کے حامل اس قیمتی کتابچے کو امت مسلمہ میں پھر سے عام کرنے کے لئے انجمن صوفیہ نوربخشیہ کراچی کا شعبۂ نشر و اشاعت اسے نئے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے تاکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حد تک ملک کا ہر شہری اسے سمجھ سکے کوشش کی گئی ہے کہ ہر لفظ کا واضح ترجمہ ہو۔ لیکن اصولی اور علوم حقیقت کی اصطلاحات کو ترجمہ کا لباس پہنانے سے ان کے مفاہیم کی تغیر کے خطرہ کے پیش نظر انہیں اصلی حالت میں رہنے دیا گیا ہے۔ کیونکہ ترجمہ کا مقصد متن کو واضح کرنا ہے۔ نہ کہ ان کے مفاہیم کو مبہم اور مہمل بنانا۔

مجموعی اعتبار سے کسی بھی غلطی یا لغزش پر اہل علم سے درخواست ہے کہ وہ اپنا فرض منصبی سمجھتے ہوئے اس سے مترجم اور ادارہ کو آگاہ کریں اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس کتاب مستطاب کو سمجھ کر اسلام کے بنیادی عقیدوں پر حسب مفہوم کتاب اعتقاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ابو یاسر عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے

الحمد للہ الذی کرم بنی آدم بالنفس الناطقۃ بإدراک الکلیات و فضلھم بالعلوم النافعۃ والاعمال الصالحۃ الحاکیۃ من الاخلاق الحمیدۃ علی سائر الکائنات والصلوۃ علی الذین نور نفوسھم بالعقول الکاملۃ والنفوس الزاکیۃ والقلوب الصافیۃ القابلۃ لعکوس التجلیات واصطفاھم من نوع الانسان بالتائیدات السماویۃ کالوحی والالھام ومشاھدات المغیبات خصوصا علی مکمل الشرائع وخاتم النبوۃ ومفصل الحقائق وجامع الولایات صلوات اللہ علیھا۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے اولاد آدم کو کلیات کا پتہ دینے والے نفس کی بناء پر عزت بخشی اور قابل تعریف اخلاق کی طرف رہنمائی کرنے والے اچھے کردار اور نفع بخش علوم کے باعث دیگر کائنات پر برتری عطا کی۔

تمامی رحمت ان حضرات پہ ہو جنہیں اس (اللہ) نے کامل عقلوں، پاکیزہ نفسوں اور انوار الٰہی کی جھلکیوں سے منور صاف دلوں کے سبب فوقیت عطا کی۔ اور انہیں پوشیدہ چیزوں کے دیکھنے اور وحی والہام جیسی آسمانی تائیدات کے ذریعے دیگر انسانی انواع میں ممتاز کر دیا۔ خاص کر شریعتوں کی تکمیل فرمانے والے نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے حقیقتوں کی باریکیوں کو کھول کھول کر بیان کرنے والے اور ولایت کی تمام راہوں کی مرکزی حیثیت رکھنے والے (محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر مزید اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں۔

فبعد اعلم ایھا الولد الاعز من الروح صاحب النصرۃ والظفر والفتوح السلطان الاعدل والمقبل الاقبل ذو النسب الطاھر النبوی والحسب الباھر العلوی الذی امتاز من سلاطین

الدوران بقبول قلوب اھل الکشف والعرفان وفاق بالعقل و الفھم والعقیدۃ الطاھرۃ علی الاقران واختص بتقویۃ الاسلام فی آخر الزمان وفقک اللہ بکمال الایقان ان معرفۃ ذات اللہ تعالی وصفاتہ کما ھی لا تکون مقدورۃ لغیر اللہ ولذا القول اکمل نوع الانسان سبحانک ما عرفناک حق معرفتک فی کل الاوان ولکن ابین لک ما لا بد منہ لتکون من زمرۃ اھل الایمان

حمد وثنا کے بعد اے خدائی امداد، ظفر اور بھرپور کشائش والے منصف ترین حکومت والے، بہترین اقبال ونصیب والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ نسب والے اور علی علیہ السلام کے تابندہ حسب والے جان سے زیادہ پیارے بیٹے، جو عرفان وکشف والے لوگوں کی دل پذیری کی وجہ سے وقت کے بادشاہوں میں ممتاز ہوتے ہیں۔ سمجھ بوجھ اور پاک عقیدہ کی بناء پر ہمسروں میں برتری حاصل کر چکے ہیں۔

آخری زمانے میں اسلام کو طاقت پہنچانے کی وجہ سے نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔ اللہ تجھے (دین متین پر) پورا پورا یقین رکھنے کی توفیق عطا کرے۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی پوری پہچان اللہ ہی کے بس کی بات ہے۔ چنانچہ نوع انسان کی کامل ترین شخصیت یعنی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر وبیشتر فرمایا کرتے تھے کہ (اے اللہ) تو پاک ہے میں تیری پہچان کا حق پورا نہ کر سکا، پھر بھی میں تجھے اس مسئلہ کی اہم اہم باتیں بیان کئے دیتا ہوں تاکہ تو [illegible] کرنے والی جماعت میں شامل رہو۔

وھو ان تعتقد ان اللہ واجب الوجود حی علیم سمیع بصیر قدیر ذو ارادۃ وکلام وھو بالعلم احاط بکل شیء من العرش والکرسی والسماوات السبع والارضین وما بینھما دون العرش

اَوْ شَيْءٍ غَيْرِهٖ عَلَوّهٗ بِالشَّانِ لَا بِالْمَكَانِ وَلَا نِهَايَةَ لَهٗ وَهُوَ نُوْرُ الْاَنْوَارِ
وَلَيْسَ لَهٗ جِسْمٌ وَلَا كَثَافَةٌ وَلَا لَوْنٌ وَهُوَ مُنَزَّهٌ عَنْهَا وَكَانَ مَعْبُوْدَ الْاَنْبِيَاءِ
وَالْاَوْلِيَاءِ وَفِيْ هٰذَا الْمَقَامِ الْاَنْبِيَاءُ يُسَمُّوْنَهُ الْحَيَّ الْعَلِيْمَ وَالْاَوْلِيَاءُ الْحَضْرَةَ
الْعِلْمِيَّةَ وَالْحُكَمَاءُ عَقْلَ الْكُلِّ وَنَفْسَ الْكُلِّ وَلَا يُرِيْدُ اَحَدٌ مِّنَ الطَّوَائِفِ
بِعِبَارَاتِهِمُ الْمُخْتَلِفَةِ اِلَّا اللّٰهَ وَهُوَ فِيْ هٰذِهِ الْحَضْرَةِ الْجَبَرُوْتِيَّةِ مُنَزَّهٌ
عَنِ الْاَشْيَاءِ وَغَنِيٌّ عَنْهَا وَنُوْرُهٗ يُفِيْضُ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَفِيْ هٰذَا الْمَقَامِ الْاَ
نْبِيَاءُ يُسَمُّوْنَهُ الرَّبَّ وَالْخَالِقَ وَالرَّازِقَ وَالْاَوْلِيَاءُ بِالصِّفَاتِ الْاَفْعَالِيَّةِ
وَالْمَلَائِكَةِ السَّمٰوَاتِيَّةِ وَالْحُكَمَاءُ بِالْعُقُوْلِ وَالنُّفُوْسِ الْفَلَكِيَّةِ وَالْقُوٰى
وَالْمَلَكَاتِ وَرُوْحَانِيَّاتِ الْكَوَاكِبِ وَهٰذِهِ الرُّوْحَانِيَّاتُ
تُفِيْضُ عَلَى الْعَنَاصِرِ وَالْمَوَالِيْدِ وَفِيْ هٰذَا الْمَقَامِ الْاَنْبِيَاءُ يُسَمُّوْنَهٗ
بِالْمَخْلُوْقَاتِ وَالْاَوْلِيَاءُ بِالصِّفَاتِ الْاٰثَارِيَّةِ وَالْاَرْوَاحِ الْمُنْطَبِعَةِ
وَالْحُكَمَاءُ بِالْقُوَى الْمُنْطَبِعَةِ وَالْمُرَادُ بِعِبَارَاتِهِمْ ذَاتُهٗ وَصِفَاتُهٗ وَ
اَفْعَالُهٗ وَاٰثَارُهٗ ۔

اللہ پر اعتقاد کی تفصیل

اللہ تعالیٰ پر اعتقاد یوں رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے (بذات خود موجود ہے یعنی اسکے غیر کے وجود کے لئے اسکا وجود لازم ہے مگر اسکے وجود کے لئے اسکے غیر کا وجود قطعی لازم نہیں) ہمیشہ سے ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ بغیر اسباب ظاہری کے جاننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے۔ ارادہ اور کلام کا مالک ہے۔ اس کا علم ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین اور انکے درمیانی چیزوں مثلاً عرش و کرسی غرض ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ چنانچہ عرش سے اوپر اسکے علمی وجود کے سوا کسی چیز کا وجود نہیں ہے۔ ہر شے سے مکان کے اعتبار سے نہیں بلکہ رتبہ کے اعتبار سے بلند

ہے اسکی کوئی انتہا نہیں وہ نور الانوار ہے، نہ اسکا کوئی جسم ہے نہ ضخامت ہے۔ نہ کوئی رنگ ہے۔ وہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا معبود ہے۔

(انکی پیروی میں وہ ہر ذی خلقت کا معبود ہے۔ اس لئے کہ مخلوق کی اعلیٰ ترین ہستیاں جب اس کی عبادت کی پابند ہیں تو ان کے پیروکار متابعت میں لازماً عبادت کے پابند ہیں) اس بنا پر انبیاء اسے حیّ اور علیم کہتے ہیں اولیاء حضرت علمیہ (علم کل کے مالک) اور حکماء اسے عقل کل اور نفس کل کا نام دیتے ہیں ان تمام جماعتوں کی ان مختلف عبارتی اصطلاحوں سے مراد صرف اللہ ہے۔ وہ اس جبروتی عالم میں ہر چیز سے پاک اور بے نیاز ہے۔ اس کا نور آسمانوں پہ فیض پہنچاتا ہے۔ اس مرتبہ میں انبیاء اسے رب خالق اور رازق کے عنوان سے پکارتے ہیں افاضہ نوری کے ان آثار کو اولیاء صفات افعالیہ اور ملائکہ سماویہ کے نام سے، حکماء انہیں عقول فلکیہ و نفوس فلکیہ، قوائے فلکیہ ملکات اور روحانیات کواکب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

یہ روحانیات، عناصر (مٹی۔ ہوا۔ پانی۔ آگ) اور موالید (جمادات، نباتات اور حیوانات) پر فیض رسانی ہوتی ہیں۔ روحانیات کے افاضہ نوری کے اس مقام میں انبیاء ان آثار کو مخلوقات، اولیاء صفات آثاریہ اور ارواح منطبعہ اور حکماء قوائے منطبعہ کا نام دیتے ہیں۔

ان تمام اصطلاحی عبارتوں سے ان کی مراد اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات، اسکے اعمال اور آثار ہوتی ہے۔

وَيَجِبُ اَنْ نَّعْتَقِدَ اَنَّ الصِّفَةَ مِنَ الذَّاتِ كَالْوَاحِدِ مِنَ الْعَشَرَةِ
فَمَنْ قَالَ الْوَاحِدُ مِنَ الْعَشَرَةِ صَدَقَ بِمَعْنٰى اَنَّ الْعَشَرَةَ عَشَرَةُ اٰحَادٍ وَاِنْ
خَرَجَتِ الْاٰحَادُ بِتَمَامِهَا مِنَ الْعَشَرَةِ لَمْ يَبْقَ مِنَ الْعَشَرَةِ شَيْءٌ فَيُعْلَمُ اَنَّ
الْوَاحِدَ عَيْنُ الْعَشَرَةِ
وَمَنْ قَالَ اِنَّ الْوَاحِدَ غَيْرُ الْعَشَرَةِ صَدَقَ بِمَعْنٰى اَنَّ مَفْهُوْمَ الْوَاحِدِ غَيْرُ

مفہوم العشرة ومن قال الواحد لا عين العشرة من كل
الوجوه ولا غير العشرة من كل الوجوه صدق لانه غير خارج
من العشرة فلا يكون غيرها ولا يكون تمام العشرة فلا يكون
عينه فيعلم ان الصفات الالهية من
حيث مجموعها عين الذات حقيقة كعين الآحاد العشرة من
حيث مجموعها عين العشرة لا كل واحد منها.

ذات وصفات پر اعتقاد کی تفصیل

ذات وصفات الٰہی کے بارے میں

یوں عقیدہ رکھنا واجب ہے۔ کہ صفات الٰہی ذات الٰہی کے لئے ایسی ہی ہیں جیسے ایک کی اکائی دس کے عدد کے لئے ہے۔ پس جو کوئی ایک کی اکائی کو دس کے مجموعہ کا عین سمجھتا ہے۔ تو وہ اپنی سمجھ میں سچا ہے۔ کیونکہ دس کا عدد دس اکائیوں کا مجموعہ تو ہے۔ چنانچہ یہ ساری اکائیاں ایک ایک کر کے نکل جائیں۔ تو دس نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ پس معلوم ہوا کہ ایک دس کا عین ہے۔
اگر کوئی ایک کی اکائی کو دس کے مجموعہ کا غیر سمجھتا ہے تب بھی سچا ہے کیونکہ ایک کے مفہوم اور دس کے مفہوم میں واضح فرق موجود ہے۔
اور اگر کوئی ایک کی اکائی کو نہ ہر لحاظ سے دس کا عین اور نہ ہر لحاظ سے دس کا غیر کہتا ہے۔ تب بھی اس کی بات صحیح ہے۔ کیونکہ نہ ایک دس سے پوری طرح خارج ہے۔ جو کہ اس کا غیر ثابت ہو۔ اور نہ تنہا ایک دس کا مجموعہ ہے جو اس کا عین ثابت ہو۔ بس یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات مجموعی اعتبار سے حقیقتہً عین ذات ہیں۔ بالفاظ دیگر دس کی اکائیاں اپنی مجموعی صورت میں تو دس کا عین

ہیں۔ انفرادی صورت میں ایک ایک ایسا نہیں ہے۔

ويجب ان تعتقد ان التقديرات الازلية محيطة بما كان وما يكون من الكليات والجزئيات بحيث لو سقطت ورقة من شجرة لم تكن الا بقدرة الله تعالى شأنه ومن كان متشككا في هذه الكلمة المحققة فعليه ان يتعلم النجوم ليعلم يقينا من تجربة احكام المواليد ان كل صغير وكبير مستطر وتجربة احكام المواليد توجب يقينا كاملا شاملا في القدر لان الحكيم الكامل المتبحر في علم النجوم يحكم على المولود الذي يرصد ساعته بعينه ودقيقته بانه عالما كان او جاهلا
صالحا او فاسقا غنيا او فقيرا خيرا او شريرا حاكما او محكوما عزيزا او ذليلا طويلا عمره او قصيرا بخيلا او سخيا سعيدا او شقيا والله سبحانه وتعالى يقول في الكتاب الكريم والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم ويقول الله تعالى شأنه يدبر الامر من السماء الى الارض ومن اضاف السيئات الى نفسه رعاية ادب وهو محق من وجه ان لم يكن مفرطا في جهله متعصبا مكفرا لمن يقول كلمة محققة مطابقة للواقع فمن يقول ان الخير والشر منك ومن يقول من الله ومن يقول منك ومنه فهو المثال يتبين ان الاختلاف
لفظي ومثاله انك كبستان اشجار ونجوم وما يفيض عليك من الله كنهر ماء ليسري فيها فمن قال حلاوة الفواكه وقرارتها من الماء لان الماء ان لم يسر فيها لا يحصل شيء من الثمار صدق ومن قال الماء ذو طعم واحد لا

ثمارها ذات حلاوة ومرارة وحموضة وهذه الصفات
ليست في الماء والماء منزه عنها وهذه الصفات من الا
شجار صدق ومن قال ان لم يسر الماء فيها لم نجد شيئا
من الحلاوة والحموضة وان لم تكن هذه الاشجار
والماء يجري فيها واذا لم تجد ايضا شيئا من الحلاوة و
الحموضة

عرفنا ان هذه الصفات من كليهما صدق قل الحق و
ان كان مرا وفي القرآن ورد كلها مرة يقول ما اصاب من
مصيبة في الارض ولا في انفسكم الا في كتاب من قبل ان نبرأها
ان ذلك على الله يسير ويقول ايضا قل لن يصيبنا الا ما كتب
الله لنا هو مولانا وعلى الله فليتوكل المؤمنون ومرة يقول
وان ليس للانسان الا ما سعى ومرة يقول من عمل صالحا
فلنفسه ومن اساء فعليها ومرة يقول وما توفيقي الا
بالله عليه توكلت وهو رب العرش العظيم ہ

تقدیر پر اعتقاد کی تفصیل

تقدیر کے بارے میں یوں اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ روز ازل کی تقدیر گذشتہ اور آئندہ چھوٹی موٹی ہر چیز پر اس حد تک حاوی ہے کہ کسی درخت سے اگر کوئی پتہ گرتا ہے تو اللہ کی تقدیر سے ہی گرتا ہے۔ جس کسی کو اس ثابت حقیقت میں شک ہو۔ اسے علم نجوم سیکھنا چاہیئے۔ تاکہ اسے احکام موالید (جمادات، نباتات و حیوانات کے مسائل) کے تجربہ سے پختہ یقین ہو جائے کہ ہر چھوٹے بڑے کا تقدیری حال (پہلے سے) لکھا ہوا ہے۔ یوں احکام موالید کا تجربہ ہر شئے کے تقدیر میں شامل ہونے کا پورا پورا یقین دلائیگا۔ کیونکہ علم نجوم میں مکمل مہارت رکھنے والا حکیم کسی نومولود کے درجۂ طالع اور مخصوص گھڑی (وقت ولادت) کے پس منظر میں

حکم بتا دیتا ہے۔ کہ نومولود عالم بنے گا یا ان پڑھ، نیک کردار ہوگا یا بدکردار، تونگر ہوگا یا تنگ دست، نامور، نیک چلن ہوگا یا گیا گزرا شر پسند، فرمان روا ہوگا یا فرمان بردار، باعزت ہوگا یا بے عزت، لمبی عمر گزارے گا یا چھوٹی عمر، کنجوس ہوگا یا کشادہ دست، نیک نصیب ہوگا یا بد نصیب۔ چنانچہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کتاب کریم (قرآن مجید) میں ارشاد فرماتا ہے کہ سورج ہمیشہ اپنے مستقر (محور) کی طرف بڑھتا ہے۔ اس لئے کہ یہ (سورج کے حق میں) اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے۔ دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہے کہ (اللہ) آسمان سے لے کر زمین تک کی ہر چیز کی تدبیر رکھتا ہے۔

نیکی و بدی کی نسبت کی تحقیق

جو کوئی گناہوں کی نسبت اپنی طرف کرے۔

اس نے ادب کا لحاظ رکھا ہے اور وہ اگر واقع کے مطابق بات کرنے والے حقیقت پسند شخص کی تکفیر کرنے والا، ہٹ دھرم جہالت میں گڑا ہوا نہ ہو تو حق گو بھی ہے چنانچہ کوئی کہتا ہے کہ نیکی و بدی تیری (بندہ) جانب سے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور کوئی کہتا ہے کہ اللہ اور بندہ دونوں کی جانب سے ہیں۔ مثال سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب حرف لفظی ہیر پھیر ہیں نظیر یوں پیش کیجا سکتی ہے۔ کہ آپ (اے بندہ) درختوں اور پودوں سے ڈھکے ہوئے ایک باغ کی مانند ہیں۔ اور جو دسترس اللہ کی جانب سے آپ کو حاصل ہوتا رہتا ہے وہ اس پانی کی جگہ ہے جو اس باغ کو سیراب کرتا ہے۔ اب یہاں کوئی کہتا ہے کہ پھلوں کی مٹھاس اور کڑواہٹ پانی کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ اگر پانی باغ کو سیراب نہ کرتا تو کوئی پھل ہی نہ ملتا۔ وہ سچ کہتا ہے۔

اور اگر کوئی کہے کہ پھلوں میں تو مٹھاس، کڑواہٹ اور کھٹاس ساری لذتیں پائی جاتی ہیں جبکہ پانی میں ان میں سے کوئی لذت نہیں ہوتی۔ پانی تو فطرتاً ایک مخصوص (غیر ممتثل) ذائقہ رکھتا ہے تو لازماً لذتوں کی یہ پیداوار درختوں کی

ہے۔ وہ بھی سیراب ہے۔

اگر کوئی کہے کہ (ایک جہت سے) اگر پانی سرے سے باغ کو سیراب ہی نہ کرتا تو کھٹی اور میٹھی نام کی کوئی چیز ہی وہاں نہ ہوتی یا پھر (دوسری جہت سے) پانی درختوں سے الٹے ہوتے باغ کی بجائے ایک بنجر میدان میں بہتا۔ تب بھی کوئی میٹھی کھٹی چیز دستیاب نہ ہوتی۔

یہاں ہم دونوں طرف کی باتوں کی سچائی سمجھ گئے ہیں کیونکہ کڑوا ہی کیوں نہ ہو حق کہنا چاہیئے۔

قرآن مجید میں تو اس تفصیل کی ساری باتیں آئی ہیں۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے ترجمہ: "زمین اور تمہارے نفسوں میں کوئی بھی رونما ہونے والا حادثہ کتاب (لوح محفوظ) میں مرقوم ہے اس سے پیشتر کہ ہم اس حادثہ کو وجود میں لائیں اور یہ اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے"۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: "اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو بتا دیں اللہ کے لکھے ہوئے کے بغیر ہم پر کوئی حادثہ پہنچ نہیں سکتا۔ وہی ہمارا کارساز ہے اور مومنوں کو اللہ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیئے"۔ کسی جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ ترجمہ: "انسان کو اپنی محنت کا ہی صلہ ملے گا"۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ ترجمہ: "جو اچھی چال چلے وہ اس کے فائدہ میں ہے اور جو بری چال چلے وہ اس کے نقصان میں ہے"۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے

ترجمہ: "اللہ ہی کی جانب سے مجھے ہر کار خیر میں دسترس حاصل ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے۔ وہ عرش عظیم کا مالک ہے"

واعلم ان من قال ان الله قادر مختار صدق لان ما صدر منه سبق عليه علمه وارادته وما يصدر منه شيء الا على طبق علمه وارادته فلا ريب انه مختار في افعاله ومن قال انه موجب بالذات صدق لانه اوجب على كل شيء من السموات والارضين وما فيهما ما يختص به من المنافع والمضار

وغيرها وكان ذلك الايجاب في الازل والمعتزلة يسمونه التقدير وسنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا، والله تعالى علم ما كان وما يكون واراد وقدر واوجب ولا يجوز له خلاف ما قدر في الازل فكان موجبا بالذات ولا بهذا اينه لذاته وصفاته فيتحقق ان ما لم يكن مقدرا لم يكن مقدورا وما كان معدوما كان مقدرا فما شاء فعل وما شاء ترك في الازل وعلى طبق المشيئة الازلية يظهر ما يظهر في اي زمان اراد في الازل ومن زعم القشرية ان الايجاب ينافي القدرة والاختيار باطل لان القدرة لا تنحصر على المقدورات دون المقدرات والمقدورة لا تتناول المحالات عند المحققين وان لم يكن مقدرا كان محالا وهو فعال لما يريد ولم يكن فعله الا بما يريد فمن يغوص في بحر معرفة الذات والصفات بالعقل الجزئي الرسمي كالعلماء القشرية يغلط لان العقل قاصر عن معرفة شيء ليس له جنس ولا فصل ليحد بهما كما بينه القاضي ناصر الدين البيضاوي وقال الاقطاب في ذلك قيل الجنيد ان كنه ذاته وصفاته محجوب عن نظر العقول لكن اكابر الانبياء وكمل الاولياء بحكم وجاهدوا في الله حق جهاده اي ثمروا بالتعلقات وكانوا هذه اية سبيل الله على طبق والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا فوصلوا الى المكاشفات الملكية والمشاهدات الملكوتية والمعاينات الجبروتية والتجليات اللاهوتية واستغرقوا كالقطرة في بحر الاحدية وفنوا في الله وبقوا بالله واتصفوا بصفات

اللہ بحکم تخلقوا باخلاق اللہ کما ورد فی الحدیث القدسی
لا یزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت
سمعہ وبصرہ ویدہ ورجلہ ولسانہ فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی وبی ینطق

فمن کان بمنزلۃ اللہ لہ فھو یراہ کامیر المؤمنین ابو الحسن
علیہ السلام لتحققہ بھذہ المحبۃ والترشح عن البشر
یۃ والتصافہ بالربوبیۃ باح وقال فی خطبۃ البیان انا اللہ
وانا الرحمن وانا الرحیم وانا العلی وانا الاعلی وانا الخالق
وانا الرازق وانا الحنان وانا المنان ومثالہ کحدید فی کورۃ
اذا اتصف بصفات النار من الحمرۃ والحرارۃ والحراقۃ

وقال انا النار فھو محق فی دعواہ فی ھذہ الحالۃ فاذا اخرج من الکورۃ ورجع
الی صفاتہ نفی ھذہ الحالۃ ان ادعی الناریۃ کان کاذبا فالانبیاء و
الاولیاء اذا اتصفوا بصفاتہ راوہ فعرفوہ فعبدوہ کما
اخبر عن حالہ سید الاوصیاء وسند الاولیاء علیہ السلام
رایت اللہ فعرفتہ فعبدتہ واللہ لم اعبد ربا لم ارہ
ومن لم یصل الی ھذا المقام لیس لہ نصیب من الرؤیۃ
لان اللہ تعالی لیس بمحسوس لیدرکہ الاحس لا تدرکہ الابصار
وھو یدرک الابصار فمتی ادرکہ الابصار صار الابصار
بصائر ذالک یوم تبلی السرائر فمن قال رؤیۃ اللہ محال
للبشر مادام بشرا صدق ومن قال رؤیۃ اللہ لیست بمحال
صدق لان اللہ یری نفسہ فمن نور اللہ بصیرتہ بنورہ
راٰہ فصار الاختلاف لفظیا ٥

اللہ تعالیٰ کے قادر، مختار اور موجب بالذات ہونے پر اعتقاد کی تفصیل

واضح رہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پہ قدرت رکھنے والا، اللہ ہر چیز کا اختیار رکھنے والا سمجھتا ہے تو وہ سچا ہے۔ کیونکہ کسی بھی چیز کے منظر ظہور میں آنے سے پہلے اس چیز سے متعلق اللہ کے علم اور ارادہ کو دخل ہے۔ چنانچہ کوئی بھی چیز ظاہر ہوتی ہے تو وہ اللہ کے علم اور ارادہ کے مطابق ہی ظاہر ہو جاتی ہے۔ یوں اللہ کا اپنے کاموں میں پوری طرح صاحب اختیار ہونے کا یقینی پتہ چلتا ہے اگر کوئی اسے موجب بالذات کہے تو وہ بھی سچا ہے کیونکہ اس نے آسمانوں، زمینوں اور انکی درمیانی چیزوں سے وابستہ ہر نفع و نقصان کو اس چیز کے حق میں لازم کر رکھا ہے اور یہ لازم قرار دینا ازل میں ہوا ہے۔ اہل شرع اسی ایجاب کو تقدیر اور قانون خداوندی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایسا قانون (آیت قرآنی کے لہجہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب فرماتے ہوئے اللہ کا ارشاد ہے) جو پہلی امتوں میں بھی کارگر رہا ہے۔ اے رسول تو اس میں ہرگز تبدیلی نہیں پا سکتے۔

اللہ تعالیٰ تمام امور گذشتہ اور آئندہ کا علم رکھتا ہے۔ اُن کا ارادہ پہلے سے ہی کر رکھا ہے۔ اُن کی تقدیر پہلے سے ہی بنا رکھی ہے اور ان کے متعلقات پہلے ہی سے واجب کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی ازلی تقدیر کی خلاف ورزی روا نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ موجب بالذات ہے۔ اس کی ذات و صفات کی کوئی ابتدا نہیں۔

پس صحیح طریقہ سے پتہ چلا کہ جو چیز تقدیر میں شامل نہیں وہ مقدورِ قدرت بھی نہیں۔ اور جو مقدور ہے وہ سب تقدیر میں شامل ہے ازل ہی سے جو چاہا کر دیا اور جو چاہا چھوڑ دیا۔

کسی بھی زمانے میں رونما ہونے والی کوئی چیز مشیت ازلی کے ارادہ کے مطابق ہی ظاہر ہوتی ہے۔

اہل قشریہ کا گمان :- ایجاب ازلی کا قدرت و اختیار الٰہی کے منافی ہونے کا قشریہ کا گمان باطل ہے کیونکہ قدرت کا انحصار مقدورات تک ہے اور مقدورات تقدیر میں شامل چیزیں ہی تو ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ قدرت ناممکنات کو شامل نہیں ہے۔ محققین کے نزدیک جو چیز تقدیر میں نہ ہو وہ محال ہوتی ہے

اے (اہل قشریہ کی طرح گمان رکھنے والا) مخاطب اللہ اپنے ارادہ کو عملی شکل دینے والا ہے نہ کہ تیرے ارادہ کو۔ (بات دراصل یہ ہے کہ) جو کوئی علمائے قشریہ کی طرح جزئی اور ناتمام سمجھ بوجھ کے ساتھ اللہ کی ذات و صفات کے ناپیدا کنار سمندر میں ڈبکی لگانے کی کوشش کرے وہ غلطی ہی کریگا اس لئے کہ عقل جزئی و رسمی) ایسی (بے مثیل) چیز کی پہچان سے عاجز ہے۔ جس کی جنس و فصل کے کسی زاویہ سے تعریف ممکن نہ ہو۔

اس لئے قاضی ناصر الدین بیضاوی نے انصاف سے کام لیتے ہوئے کہا ہے کہ "اس مسئلہ میں بحث کی طوالت کے مقابلے میں فائدہ بہت کم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی حقیقت چشم عقول سے پوشیدہ ہے۔

کوششوں کا صلہ :- لیکن برگزیدہ انبیاء علیہم السلام اور کامل اولیاء عظام وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ترجمہ: اللہ کی راہ میں بھرپور کوشش جاری رکھو، کے مطابق مجاہدات پر کاربند ہوئے۔ اور وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، ترجمہ: جو لوگ ہماری راہوں میں کوششیں کرتے ہیں۔ ہم انہیں ضرور اپنا راستہ بتا دیتے ہیں۔ کی بنا پر انہیں اللہ کی سچی راہ ملی۔ چنانچہ وہ عالم ملکی کے حالات کشف ہونے پھر عالم ملکوت کو آنکھوں سے دیکھنے، پھر عالم جبروت کے تفصیلی مطالعہ اور عالم لاہوت کی جھلکیوں سے منور ہونے کی انتہا کو پہنچ گئے وہ قطرہ کی طرح دریائے یکتائی میں جا گرے۔ تمام کثافتی علائق سے پاک ہو کر وہ اللہ کی معرفت میں گم ہو کر اللہ کی رحمت کے ساتھ باقی رہے۔ اور بحکم حدیث تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ۔ حدیث،، ترجمہ "اللہ کی خصلتوں کو اپناؤ، کے مطابق صفات الٰہی

کے مظاہر کی حیثیت سے پہچانے گئے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد ہوا ہے لایزال العبد الخ، ترجمہ: بندہ زائد اعمال کے ذریعہ ہم سے قریب ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں (اللہ) اسے چاہنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اسے چاہتا ہوں تو میں اسکے کان، اس کی آنکھ، اسکے ہاتھ، اسکے پاؤں اور اس کی زبان بن جاتا ہوں۔ تو گویا وہ میرے ذریعہ سنتا ہے، میرے ذریعہ دیکھتا ہے، میرے ذریعہ پکڑتا ہے، میرے ذریعہ چلتا ہے اور میرے ہی ذریعہ بولتا ہے۔

رویت باری تعالیٰ پر اعتقاد کی تفصیل

پس جس کے لئے اللہ بمنزلہ آنکھ کے بن جائے وہ لامحالہ اللہ کو دیکھ لیتا ہے چنانچہ امیر المومنین ابو الحسن علی علیہ السلام محبت کی اس منزل پر پوری طرح فائز ہوئے اور بشری علائق سے دور نکل کر صفات الٰہیہ کے سراپا مظہر بننے کے بعد نمایاں ترین مقام پر عیاں ہوئے تو خطبہ بیان میں ارشاد فرمایا کہ

ترجمہ: میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، میں رحیم ہوں، میں رازق ہوں میں علی ہوں، میں اعلیٰ ہوں، میں خالق ہوں، میں حنان ہوں، میں منان ہوں۔ اس کی مثال بالکل لوہار کی بھٹی میں لوہے کی طرح ہے۔ کہ جب وہ سخت گرم ہو کر سرخی گرمی اور تپش جیسی آگ کی صفتیں اختیار کر جائیں اور اس حالت میں ہی وہ اپنے آپ کے آگ ہونے کا دعویٰ کرے۔ تو وہ اس دعویٰ میں سچا ہے۔ لیکن آگ سے نکل کر اپنی اصلی حالت پر لوٹ آنے کے بعد وہ آگ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب اللہ کی صفات کے متصف ہو جاتے ہیں تو وہ اللہ کو دیکھتے ہیں، اسے پہچانتے ہیں پھر اس کی عبادت کرتے ہیں ۔ چنانچہ وصیوں کے سردار اور دلیروں کے پشت پناہ (حضرت علی) علیہ السّلام اپنے حال سے آگاہ کرتے ہیں۔

ترجمہ: میں نے اللہ کو دیکھا پھر اسے پہچان کر اس کی پرستش کی۔ اللہ

کی قسم میں نے بن دیکھے خدا کی عبادت ہی نہیں کی۔

جو شخص اس مقام کو نہ پہنچے اسے اللہ کی رؤیت میں سے کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ اللہ ایسا محسوس نہیں ہے جو عام حواس سے دریافت ہو سکے۔ آنکھیں اسے نہیں پاتیں۔ وہ آنکھوں کو پا لیتا ہے۔ اور جب آنکھیں اسکا ادراک کرنے لگ جائیں تو وہ آنکھیں محسوس بصیرت کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ یہی بصیرت ہے۔ (جو آیت قرآن کے مفہوم کی تفسیر ہو) ترجمہ: "اس دن راز آشکار کر دیے جائینگے"

پس جو کوئی کہے کہ بشریت کے عالم میں موجود بشر کے لئے رویت الٰہی ممکن نہیں تو وہ سچ کہتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ یہ ناممکن نہیں ہے تب بھی سچا ہے کیونکہ اللہ تو اپنے آپ کو دیکھ لیتا ہے اور جس کی بصیرت کو اللہ اپنے نور سے روشن کر دے تو وہ لامحالہ اسے (اللہ کو) دیکھ لیتا ہے۔ چنانچہ یہ اختلاف بھی لفظی اختلاف ہوا ہے۔

وَيَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ السَّمَاوِيَّةَ وَالْاَرْضِيَّةَ عِبَادُ اللّٰهِ الْعَامِلُوْنَ بِاَمْرِهٖ وَلَا يُوْصَفُوْنَ بِذُكُوْرَةٍ وَلَا اُنُوْثَةٍ۔

ملائکہ پر اعتقاد کی تفصیل:۔ یہ اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ آسمان و زمین کے فرشتے اللہ کے ایسے بندے ہیں جو اسکے ہر حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں مزید یہ کہ تذکیر و تانیث کی صفتیں ان میں نہیں پائی جاتیں۔

وَيَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ الْاَنْبِيَاءَ اِنَّهُمْ وَسَائِطُ بَيْنَ اللّٰهِ وَعِبَادِهٖ يَسْتَفِيْضُوْنَ مِنَ الْحَقِّ وَيُفِيْضُوْنَ عَلَى الْخَلْقِ فِيْ مُتَابَعَتِهِمْ نَيْلُ الدَّرَجَاتِ وَفِيْ مُخَالَفَتِهِمْ وَيْلُ الدَّرَكَاتِ

انبیاء علیہم السلام پر اعتقاد کی تفصیل:۔ انبیاء علیہم السلام پر اس حیثیت میں اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ وہ اللہ اور اسکے بندوں کے درمیان وسیلے ہیں۔ اللہ سے فیض لے کے مخلوق تک اسے پہنچا دیتے ہیں ان کی پیروی

سے بلند درجے حاصل ہوتے ہیں اور انکی خلاف ورزی سے پستی کی گہرائیوں تک پہنچ جاتے ہیں۔

وَيَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ نَبِيَّنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ بِنُبُوَّتِهٖ خُتِمَتِ النُّبُوَّةُ وَبِشَرِيْعَتِهٖ خُتِمَتِ الشَّرَائِعُ وَالشَّرْعِيَّاتُ وَهُوَ بِالنُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ صَاحِبُ الْكِتَابِ وَمِنْ اُولِي الْعَزْمِ وَبِهٖ خُتِمَتِ النُّبُوَّةُ وَهُوَ صَاحِبُ دَوْرِ الْقَمَرِ وَصَاحِبُ قِرَانِ الْعُلْوِيَّيْنِ امْتَازَ مِنَ الرُّسُلِ وَالْاَنْبِيَاءِ وَالْمُلُوْكِ وَالْحُكَمَاءِ وَفَاقَ عَلَيْهِمْ لِاَنَّهٗ لَمْ يُوْجَدْ مِنَ التَّصِفِ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ السَّبْعِ اِلَّا نَبِيُّنَا وَسَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا مَوْلَى الثَّقَلَيْنِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

سَلَامٌ كَاَنْفَاسِيْ اِذَا كُنْتُ نَاطِقًا
بِمَدْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ جَلَّ زَيَّنَنِيْ

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتقاد کی تفصیل

ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق مندرجہ ذیل باتوں پر

اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء و مرسلین کے سلسلہ کے آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ کی نبوت کے ساتھ نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ اور آپ کی شریعت پر شریعتوں اور شرعی معاملات (تجدید و تنسیخ کا سلسلہ) کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

آپ بیک وقت نبوت و رسالت کے درجوں کے ساتھ ساتھ صاحب کتاب اور اولوالعزم رسولوں میں ہیں۔

آپ ہی پر نبوت کا خاتمہ کر دیا گیا۔

آپ دورۂ ماہتاب اور قران علویین کے مالک ہیں۔ جو رسولوں، نبیوں، بادشاہوں

انہیں میں امتیازی حیثیت کے نشان ہیں۔ آپ کو ان سب میں فوقیت
حاصل ہے۔ اس لئے کہ ان سات صفات (یعنی وقت اور کچھ صفتوں تعلقاً)
ہمارے نبی، ہمارے سردار اور ہمارے ——— اور جن و انس کے آقا
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی دوسری شخصیت نہ پائی گئی۔
جب بھی میں اپنے جد امجد اور آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح خوانی میں
قصیدہ گو ہو جاؤں۔ تو میری چلتی ہوئی سانسوں کے حساب (بے حساب)
سے ہمیشہ ان کے حضور میرا سلام عقیدت ہو۔

وَيَجِبُ أَنْ نَعْتَقِدَ أَنَّ نَبِيَّنَا تَرَقّٰى عَلَى الْمِعْرَاجِ وَعَبَرَ عَلَى
السَّمٰوَاتِ بِجَسَدٍ يَلِيقُ بِالْعُرُوجِ وَهُوَ جَسَدٌ مُكْتَسَبٌ لَطِيفٌ
خَفِيفٌ وَدُخُولُهُ مَعَهُ ... أَبْوَابَ السَّمٰوَاتِ لَا يَلْزَمُ الْخَرْقُ
وَالْاِلْتِيَامُ.

معراج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتقاد کی تفصیل

یہ اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پہ
تشریف فرما ہوئے۔ بلندیوں پہ عروج فرمانے کے لیے موزوں اور مناسب
جسم جو ایک ہلکا پھلکا لطیف اکتسابی جسم ہے۔ کے ہمراہ آپ سارے آسمان
عبور کر گئے۔

آسمانوں کے کھلے دروازوں سے آپ کے داخل ہونے کے باوجود کوئی جوڑ
توڑ لازم نہیں آتا۔ (اس لیے کہ آپ خفیف لطیف اکتسابی جسم کے ہمراہ گئے ہیں)
وَيَجِبُ أَنْ نَعْتَقِدَ أَنَّ الْقُرْاٰنَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ
وَالصُّحُفَ كُلَّهَا كَلَامُ اللّٰهِ وَالْقُرْاٰنُ بِاللَّفْظِ وَالْمَعْنَى الْمُمْتَازُ
مِنْ سَائِرِ الْكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ وَفَاقَ عَلَيْهَا وَأَنَّ كَلَامَ اللّٰهِ قَدِيمٌ

مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِهِ وَصِفَاتُ اللّٰهِ أَزَلِيَّةٌ بِالْإِجْمَاعِ
وَمُحْدَثٌ مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ نَزَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي وَقْتٍ مُعَيَّنٍ مَسْبُوقٍ بِالْأَزْمِنَةِ وَمِنْ حَيْثُ أَنَّهُ
مَقْرُوءٌ وَمَكْتُوبٌ بِمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ
مُحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ ۝ فَمَا كَانَ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ
وَفِي عِلْمِ اللّٰهِ فِي الْأَزَلِ فَلَا خَفَاءَ فِي قِدَمِهِ وَمَا كَانَ
مِنْهُ مَقْرُوءًا مَلْفُوظًا مَكْتُوبًا فَلَا خَفَاءَ فِي حُدُوثِهِ فَمَنْ قَالَ بِقِدَمِ
الْقُرْاٰنِ مُحِقٌّ مِنْ وَجْهٍ وَمَنْ قَالَ بِحُدُوثِهِ مُحِقٌّ أَيْضًا مِنْ
وَجْهٍ وَكُلٌّ مِنْهُمَا كَمَا قَالَ بِقِدَمِهِ مِنْ كُلِّ الْوُجُوهِ أَوْ بِحُدُوثِهِ
مِنْ كُلِّ الْوُجُوهِ فَكِلَاهُمَا مُبْطِلَانِ فَيَنْبَغِي أَنْ لَا نَتَعَرَّضَ بِمِثْلِ

هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ إِلَّا مَنْ كَانَ عَارِفًا بِحَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ مِنْ أَكَابِرِ
الْأَنْبِيَاءِ وَكُمَّلِ الْأَوْلِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاعْلَمْ أَنَّ مَنْ
كَفَّرَ الْقَائِلَ بِقِدَمِهِ وَمَنْ كَفَّرَ الْقَائِلَ بِحُدُوثِهِ فَكِلَاهُمَا
جَاهِلَانِ وَجَهْلُهُمَا مُرَكَّبٌ لِأَنَّ الْقُرْاٰنَ لَيْسَ كَالْجُزْءِ الَّذِي
لَا يَتَجَزّٰى كَيْلَا يَتَّصِفَ بِصِفَاتٍ مُتَعَدِّدَةٍ مُتَكَثِّرَةٍ بَلِ
الْقُرْاٰنُ كَانَ مُرَكَّبَ الْفَوَائِدِ وَلَهُ صِفَاتٌ ظَاهِرَةٌ وَصِفَاتٌ
بَاطِنَةٌ وَمِنْ كُلِّ صِفَةٍ لَهُ وَجْهٌ آخَرُ فَلِذٰلِكَ كَانَ قَدِيمًا
مِنْ وَجْهٍ وَمُحْدَثًا مِنْ وَجْهٍ آخَرَ.
وَأَمَّا الْقَائِلُ بِالْقِدَمِ وَالْحُدُوثِ مِنْ كُلِّ الْوُجُوهِ لِأَنَّهُمَا
مِنْ مُحَقِّقِي الْأَشْيَاءِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَقُولَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَنُقِيمُ الصَّلٰوةَ
وَنَصُومُ الرَّمَضَانَ وَنُزَكِّي مَالَهُ إِنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَنَحُجُّ الْبَيْتَ
إِنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَلَا نَتَعَرَّضُ لِلْمَسَائِلِ الْأُصُولِيَّةِ الْكَلَامِيَّةِ

حَتّٰی لَا یَتَزَنْدَقَ فَلَانَّ مَنْ تَکَلَّمَ فِیْهَا بِلَا عِلْمٍ تَزَنْدَقَ فِیْ شَانِہٖ خَاصَّۃً وَمَا قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِبُ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَحِمَ اللّٰہُ امْرَءًا عَرَفَ قَدْرَہٗ وَلَمْ یَتَعَدَّ طَوْرَہٗ اِشَارَۃٌ اِلٰی مَا قُلْتُ لَکَ

قرآن مجید اور سابقہ کتب آسمانی پر اعتقاد کی تفصیل

یہ اعتقاد بھی واجب ہے کہ قرآن، توراۃ، انجیل، زبور اور دیگر متعدد صحیفے سب کے سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں، مگر قرآن کو عبارت و مفہوم دونوں اعتبار سے دیگر آسمانی کتابوں پر امتیاز اور فوقیت حاصل ہے۔

یہ اعتقاد بھی واجب ہے کہ کلام الٰہی (پہلی بحث قرآن کی ہوتی ہے) اس حیثیت میں قدیم ہے کہ وہ صفت الٰہی ہے۔ اور صفات الٰہیہ بالاتفاق ازلی اور قدیم ہیں اور اس اعتبار سے حادث ہے کہ وہ کافی زمانے گزرنے کے بعد ایک مخصوص وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوا۔ اسے پڑھا گیا، لکھا گیا جیسے کہ ارشاد باری ہے مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ ؕ

ترجمہ:۔ اپنے رب کی جانب سے کوئی بھی تازہ نصیحت ان پر آتی ہے تو وہ اسے کھیلوں میں مگن رہ کے سنتے ہیں۔ (انتہائی بے توجہی سے سنتے ہیں)

پس صفات الٰہی میں سے ہونے اور ازل الازال میں علم الٰہی میں ہونے کے اعتبار سے تو کلام الٰہی یعنی قرآن کے قدیم ہونے میں کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ مگر نازل ہونے، پڑھا جانے، بولا جانے اور لکھا جانے کے اعتبار سے اسکے حادث ہونے میں کوئی پردہ نہیں۔

یوں اگر کوئی قرآن کو ایک اعتبار سے قدیم کہے تو وہ سچا ہے اور اگر کوئی قرآن کو ایک اعتبار سے حادث کہے وہ بھی سچا ہے۔

لیکن ان میں سے اگر کوئی قرآن کو ہر اعتبار سے قدیم یا ہر اعتبار سے حادث کہے تو یہ دونوں قائل باطل گو ہیں۔

ایسے مسائل میں چیزوں کی حقیقتوں سے باخبر بڑے بڑے انبیاء اور کامل اولیاء کے سوا دوسروں کو دخل ہی نہیں دینا چاہیئے۔ واضح رہے کہ قرآن کو قدیم و حادث کہنے پر ایک دوسرے کو کفر کی طرف منسوب کرنے والی دونوں ہی جماعتیں جہل مرکب میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ کیونکہ قرآن کسی بھی اعتبار سے ناقابل تقسیم جزء نہیں ہے کہ اسکے کثرت سے کئی صفات نہ ہوسکیں۔ بلکہ قرآن تو ایک سے زیادہ صلاحیتوں کا مجموعہ ہے۔ اس کی ظاہری صفات بھی ہیں۔ باطنی صفات بھی۔ ہر صفت کی الگ الگ صورت ہے۔ انہی معنوں میں قرآن ایک صورت میں تو قدیم ہے تو دوسری صورت میں حادث ہے۔

ہر اعتبار سے قرآن کو صرف قدیم یا صرف حادث کہنے والا در اصل چیزوں کی حقیقی شناخت سے بے بہرہ ہے۔

ایسوں کو سیدھے سیدھے شہادتین کے اقرار و تصدیق کے ساتھ ساتھ نمازوں کی پابندی، رمضان کے روزوں، صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی اور صاحب استطاعت ہونے کی صورت میں حج بیت اللہ (جیسے بنیادی اور متفق علیہ مسائل) کی ادائیگی پر اکتفا کرنا چاہیئے اور علم کلام کے ان اصولی (تفکر طلب) مسائل میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ تاکہ دین سے ہاتھ نہ دھونے پڑیں۔ کیونکہ علم کلام کا مشہور مقولہ کہ "جو کوئی بے خبری میں علم کلام میں زبان درازی کرے گا۔ زندیق ہو کر رہے گا" ایسے ہی لوگوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس سلسلے میں امیر المومنین، امام المتقین، اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا فرمان، "رَحِمَ اللّٰہُ امْرَءًا عَرَفَ قَدْرَہٗ وَلَمْ یَتَعَدَّ طَوْرَہٗ"

ترجمہ: "اللہ اس شخص پر رحم کرے جو اپنی حقیقت پہچانتا ہے اور حد سے آگے نہیں بڑھتا"، بھی میرے مضمون کلام کی حمایت میں ایک اشارہ ہے۔

وَیَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ الْاِمَامَۃَ عَلٰی نَوْعَیْنِ حَقِیْقِیَّۃٌ وَاِضَ

نِيَّةٌ. فَالْحَقِيقِيَّةُ الْاِتِّصَافُ بِجَمِيعِ صِفَاتِ الْاِمَامَةِ صُوْرِيَّةً كَانَتْ اَوْ مَعْنَوِيَّةً وَشَرَائِطِهَا وَاَرْكَانِهَا اَمَّا شَرَائِطُ الْاِمَامَةِ فَالذُّكُوْرَةُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَاَصْلُ الْاِمَامَةِ الشَّجَاعَةُ وَالْقُرَيْشِيَّةُ وَصِفَاتُهَا الصُّوْرِيَّةُ السِّيَادَةُ الْمَنْصُوْصَةُ وَالْفَاطِمِيَّةُ وَالْعِلْمُ وَالتَّقْوٰى وَالشَّجَاعَةُ وَالسَّخَاوَةُ.

وَاَرْكَانُهَا الْعِلْمُ الْكَامِلُ لِمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلْاِمَامُ الضَّعِيْفُ مَلْعُوْنٌ يَعْنِيْ مَنْ يَحْتَاجُ اِلٰى غَيْرِهٖ فِيْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالسِّيَادَةُ الصَّحِيْحَةُ وَالْمَمْلَكَةُ الْفَسِيْحَةُ وَالْوِلَايَةُ الصَّرِيْحَةُ.

وَلَمْ تَجْتَمِعْ تِلْكَ الصِّفَاتُ بَعْدَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا فِيْ اَحَدٍ مِنَ الْاَئِمَّةِ.

فَالْاِمَامُ الْكَامِلُ الْحَقِيْقِيُّ مَنِ اتَّصَفَ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ وَمَنِ اتَّصَفَ بِبَعْضِ هٰذِهِ الصِّفَاتِ فَهُوَ اِمَامٌ بِالْقَدْرِ الَّذِي اتَّصَفَ بِهٖ وَكَانَتْ اِمَامَتُهٗ اِضَافِيَّةً. وَلِيْ عَلٰى ذَكَائِكَ وُثُوْقٌ فَتَاَمَّلْ وَاعْرِفِ الْاَئِمَّةَ الْمَاضِيْنَ وَالْبَاقِيْنَ وَتَفُوْزُ فَوْزًا عَظِيْمًا.

امامت پر اعتقاد کی تفصیل

امامت کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ اس کی دو قسمیں ہیں۔ حقیقی اور اضافی

امامت حقیقی:- امامت کی جملہ ظاہری و باطنی صفات، اس کی شرائط اور اسکے ارکان سے آراستہ ہونا امامت حقیقی ہے۔

شرائط امامت:- امامت کی شرائط میں مرد ہونا۔ آزاد ہونا۔ بالغ ہونا اور عاقل ہونا شامل ہیں

اصل امامت:- شجاعت اور قریشی النسب ہونا امامت کی اصل (بنیاد) ہے (جس کی دلیل حدیث رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم "اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ ترجمہ ائمہ قریش سے ہونگے" سے مل سکتی ہے)

امامت کی ظاہری صفات:- امامت کی ظاہری صفات میں نص کے ذریعہ سیادت کا ثبوت اور فاطمی النسب ہونے کے ساتھ علم، تقویٰ، شجاعت اور سخاوت شامل ہیں۔

امامت کے ارکان:- امامت کے ارکان میں "رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان "اَلْاِمَامُ الضَّعِيْفُ مَلْعُوْنٌ يَعْنِيْ مَنْ يَحْتَاجُ اِلٰى غَيْرِهٖ فِيْ اُمُوْرِ الدِّيْنِ۔ ترجمہ: "دینی معاملات میں دوسروں کی طرف محتاج ہونے والا کمزور امام رحمت الٰہی سے دور رہے" کے بموجب (ضعف علم کے خطرناک انجام سے بچنے کے لئے) علم کامل کے ساتھ، صحیح سیادت وسیع مملکت، اور واضح ولایت کا حامل ہونا شامل ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کے سوا آج تک کسی دوسرے امام میں یہ تمام باتیں بیک وقت جمع نہیں ہوئیں۔ اس لئے جس امام میں یہ تمام باتیں بیک وقت پائی گئیں وہ حقیقی کامل امام ہیں اور جس امام میں ان میں سے کچھ صفات پائی گئیں۔ وہ انہی صفات کی تعداد کی کثرت کے حساب سے (کامل) اضافی امام ہے۔

ذہین بیٹے! مجھ آپکی زیرک ذہانت پر پورا اعتماد ہے (اپنی تیز ذہانت سے) گذشتہ اور باقی آئمہ میں چھانٹ چھانٹ کے پہچان رکھو اور بھرپور فائدہ اٹھا۔

وَيَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ الْاَوْلِيَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ لِاَنَّهُمُ الْعَالِمُوْنَ الْعَامِلُوْنَ وَالْعُلَمَاءُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ تِلْكَ الْكُمَّلُ وَهُمْ فِيْ

أُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِ مِائَةِ أَلْفٍ وَالْعَالَمُ لَا يَخْلُو مِنْ بَرَكَاتِهِمْ طَرْفَةَ عَيْنٍ لِمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ لَوْلَا الْأَبْرَارُ لَهَلَكَ الْفُجَّارُ وَأَوَّلُهُمْ عَلِيٌّ وَخَاتَمُهُمْ مَهْدِيٌّ۔

اولیاء کرام پر اعتقاد کی تفصیل

اولیاء کرام کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے۔ کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ کیونکہ وہ با عمل عالم ہونے کے ساتھ ساتھ علماء ربانی بھی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ۔ ترجمہ۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں کے مصداق بھی درجۂ کمال والے لوگ ہیں۔ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کی مجموعی تعداد کوئی تین لاکھ سے زائد ہے۔ اور عالم ان کی برکتوں سے ایک لمحہ بھی خالی نہیں رہتا۔ چنانچہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ترجمہ: "اگر اچھے نہ ہوں تو برے تباہ ہو جائیں"۔ ان کا پہلا علی علیہ السلام اور آخری مہدی علیہ السلام ہیں۔

وَيَجِبُ الْإِيمَانُ بِالْأَوْلِيَاءِ فِي الطَّرِيقَةِ كَمَا يَجِبُ الْإِيمَانُ بِالْأَنْبِيَاءِ فِي الشَّرِيعَةِ۔

اولیاء پر اعتقاد کی نوعیت

شریعت میں انبیاء علیہم السلام پر جیسا ایمان رکھنا واجب ہے طریقت میں اولیاء کرام پر ویسا ہی ایمان رکھنا واجب ہے۔

وَيَجِبُ أَنْ تَعْتَقِدَ أَنَّ الْقِيَامَةَ عَلَى نَوْعَيْنِ أَنْفُسِيَّةٌ وَآفَاقِيَّةٌ وَكُلٌّ مِنْهُمَا عَلَى أَرْبَعَةِ أَوْجُهٍ صُغْرٰى وَكُبْرٰى وَوُسْطٰى وَعُظْمٰى وَفِيهَا الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ عَلَى وَفْقِ فَمَنْ

يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ۔

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الصُّغْرٰى الْأَنْفُسِيَّةُ فَأَنْ تُمِيتَ النَّفْسَ الْأَمَّارَةَ بِالسُّوءِ مَوْتًا اخْتِيَارِيًّا بِالتَّوْبَةِ مِنَ اللَّذَّاتِ الْوَقْتِيَّةِ وَالشَّهَوَاتِ الْقَبِيحَةِ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا وَتُحْيِيَهَا بِالْحَيٰوةِ الطَّيِّبَةِ الَّتِي لَا تُوجَدُ إِلَّا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَالْأَخْلَاقِ الْحَمِيدَةِ الْمُصْلِحَةِ۔

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الْوُسْطٰى الْأَنْفُسِيَّةُ فَأَنْ تَنْتَقِلَ مِنَ الْمُكَاشَفَاتِ الصُّورِيَّةِ الْمُلْكِيَّةِ إِلَى الْمُشَاهَدَاتِ الْمَعْنَوِيَّةِ الْمَلَكُوتِيَّةِ وَتَنْسَلِكَ فِي سِلْكِ الَّذِينَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي بَيَانِ أَحْوَالِهِمْ أَبَدَانُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَقُلُوبُهُمْ فِي الْآخِرَةِ بِالْأَشْبَاحِ يَمْشُونَ وَبِالْأَرْوَاحِ يَمْشُونَ۔

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الْكُبْرٰى الْأَنْفُسِيَّةُ فَالْارْتِحَالُ مِنَ الْمَلَكُوتِ وَالْعُقُولِ وَالنُّفُوسِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْأَفْلَاكِ إِلَى الْجَبَرُوتِ وَالْعَقْلِ الْأَوَّلِ الْمُنَزَّهِ عَنِ الْأَجْسَامِ وَمَحْوُ الْعِبَادَةِ الَّذِي لَا سَاحِلَ لَهُ عَلَى طِبْقِ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ۔

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الْعُظْمٰى الْأَنْفُسِيَّةُ فَالْفَنَاءُ مِنَ الْأَجْسَامِ وَالْأَرْوَاحِ وَالْأَعْيَانِ الثَّابِتَةِ وَالتَّعَيُّنَاتِ بِأَسْرِهَا وَالْوُصُولُ إِلَى اللَّاهُوتِ وَالِاضْمِحْلَالُ فِيهِ وَالْبَقَاءُ بِالْحَيَاةِ الْحَقِيقِيَّةِ فَفِي هٰذِهِ الْحَالَةِ يَقُولُونَ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الصُّغْرَى الْأَفَاقِيَّةُ فَمَوْتُ وَاحِدٍ مِنَ النَّاسِ بِالْمَوْتِ الطَّبْعِيِّ الْاِضْطِرَارِيِّ بِمُوجِبٍ قَاطِعٍ كُلِّيٍّ فِي حَالٍ جُزْوِيٍّ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ۔

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الْوُسْطَى الْأَفَاقِيَّةُ فَمَوْتٌ عَامٌّ فِي الْأَقَالِيمِ إِمَّا بِالطَّاعُونِ أَوِ الْوَبَاءِ أَوِ الْقَتْلِ الْعَامِّ أَوِ الْقَحْطِ الْعَظِيمِ كَمَا قَالَ جَلَّ ثَنَاءُهُ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۝

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الْكُبْرَى الْأَفَاقِيَّةُ فَهَلَاكُ النَّاسِ فِي أَقْطَارِ الْعَالَمِ إِلَّا شِرْذِمَةً كَطُوفَانِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا قَالَ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا

وَأَمَّا الْقِيَامَةُ الْعُظْمَى الْأَفَاقِيَّةُ فَإِحَاطَةُ كُرَةِ السَّمَاءِ بِكُرَةِ التُّرَابِ عَلَى طِبْقِ طَبِيعَتِهِمَا الْأَصْلِيَّةِ بِرَتْقِ مِنْطَقَةِ الْبُرُوجِ وَمُعَدِّلِ النَّهَارِ وَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُتَنَفِّسٌ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَمِنْ هٰذِهِ الْقِيَامَةِ أَخْبَرَنَا وَقَالَ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا فَفِي هٰذِهِ الْحَالَةِ رَبُّ الْأَرْبَابِ جَلَّتْ عَظَمَتُهُ يُخَاطِبُ الْعَالَمِينَ وَيَقُولُ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ الْجَبَابِرَةِ وَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ لِيُجِيبَهُ فَيُجِيبُ نَفْسَهُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

أَيُّهَا الْوَلَدُ الْأَعَزُّ مِنْ قُرَّةِ عَيْنِي فَاعْتَبِرْ أَيْنَ الْمُلْكُ وَالْمَالُ وَالْعَسْكَرُ أَيْنَ أَيْنَ الْأَكَاسِرَةُ وَطَاقَتُهُمْ أَيْنَ الْجَبَابِرَةُ وَطَنْطَنَاتُهُمْ وَأَيْنَ الْفَرَاعِنَةُ وَحَشْمَتُهُمْ وَأَيْنَ الْمَرَدَةُ وَعَنَتُهُمْ قَدْ قَرُبَ عُمُرُكَ إِلَى أَرْبَعِينَ وَقَالَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ مَنْ بَلَغَ أَرْبَعِينَ وَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرُهُ عَلَى شَرِّهِ فَهُوَ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

اَللّٰهُمَّ طَوِّلْ عُمُرَهُ وَوَفِّقْهُ بِالتَّوْبَةِ لِإِعَانَةِ الدِّينِ

قیامت پر اعتقاد کی تفصیل

یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ قیامت کی جسمانی اور آفاقی دو قسمیں ہیں۔ ہر ایک کی آگے صغریٰ، وسطیٰ، کبریٰ اور عظمیٰ چار چار صورتیں ہیں۔

فرمان الٰہی۔ ترجمہ: جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھے (پائے) گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے بھی دیکھے گا (پائے گا) کے مطابق قیامت میں جزا و سزا کا حصول بھی ہوگا۔

قیامت صغریٰ انفسیہ:۔ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ترجمہ: مرنے (بے اختیاری) سے پہلے مرجاؤ (اختیاری) کے بموجب بری خواہشات اور شرمناک لذتوں سے سختی سے بچتے ہوئے برائیوں پر اکسانے والے نفس کو مار کر قابل تعریف اخلاق اور اچھے اعمال کے نتیجے میں حاصل ہونے والی پاکیزہ زندگی کے تحت نفس کو زندہ رکھنے کا نام قیامت صغریٰ انفسیہ ہے۔

قیامت وسطیٰ انفسیہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی ہوئی جماعت ترجمہ: "ان کے جسم دنیا میں اور دل آخرت میں ہیں۔ اجسام سے زمینی مخلوق لگتے ہیں مگر ارواح سے عرشی مخلوق ہیں" کی چال چلتے ہوئے عالم ملک کی ظاہری حالات شناسی سے عالم ملکوت کی باطنی حالات شناسی کی طرف منتقل ہونے کا نام قیامت وسطیٰ انفسیہ ہے۔

GHULAM ABBAS

قیامتِ کبریٰ انفسیہ:۔ عالم ملکوت اور صد بصر کے سامنے موجود افلاک کے دائرہ میں محدود عقول و نفوس کی قید سے آزاد ہو کے عالم جبروت و احساس سے بے نیاز عقل اول اور ناپید اکنار سمندر میں غوطہ زنی کی بدولت فرمان الٰہی۔ ترجمہ: "ان مخصوص لوگوں کے سوا جنہیں اللہ چاہے دوسرے تمام زمین اور آسمان والے (پہلی مرتبہ) صور پھونکنے پر بیہوش ہو جائینگے اور جب دوسری مرتبہ اسے پھونکا جائیگا تو وہ سب کھڑے (حیرت سے) دیکھ رہے ہونگے" کے مخصوص گروہ کے مصداق بننے کا نام قیامت کبریٰ انفسیہ ہے۔

قیامتِ عظمیٰ انفسیہ:۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی جانب لوٹنے والے ہیں اس ارشاد الٰہی میں مقصود افراد کے مراتب کے حصول میں اجسام وارواح ثابت اعیان اور تشخصات کے ماحول سے پوری طرح نکل کر عالم لاہوت میں کھو جانے اور حقیقی زندگی میں زندہ رہنے کا نام قیامت عظمیٰ انفسیہ ہے۔

قیامتِ صغریٰ آفاقیہ:۔ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ" ۔ ترجمہ: مرنے کے ساتھ ہی اس میت کی قیامت قائم ہو جاتی ہے" کے مطابق جزوی عالم میں ایک تمام تر لاتعلق بنانے (حیات ظاہری سے) والے سبب کے باعث غیر اختیاری طبعی موت کے ذریعہ لوگوں میں سے کسی ایک کے مرنے کا نام قیامت صغریٰ آفاقیہ ہے۔

قیامت وسطیٰ آفاقیہ:۔ ارشاد الٰہی، ترجمہ "ہم ضرور بالضرور تمہیں خوف، بھوک، پھلوں، جانوں اور مالوں میں کمی کرکے آزماتے ہیں" کے بموجب مختلف علاقوں میں طاعون، وبا، قتل عام یا شدید قحط کے ذریعہ کافی سارے لوگوں کے مرنے کا نام قیامت وسطیٰ آفاقیہ ہے۔

قیامتِ کبریٰ آفاقیہ:۔ طوفان نوح علیہ السلام کی طرح جہاں آپ نے ہلاکت کی دعا مانگی تھی کہ اے پروردگار کافروں میں سے کسی کو بھی زمین پر زندہ مت چھوڑ (کسی ہمہ گیر تباہی کے نتیجہ میں) دنیا کے اکثر حصوں میں پھول سی ہر بات کو بکھیر کر باقی تمام کی ہلاکت کا نام قیامت کبریٰ آفاقیہ ہے۔

قیامتِ عظمیٰ آفاقیہ:۔ ارشاد الٰہی "کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ" ترجمہ: زمین پر بسنے والا ہر جاندار فنا ہونے والا ہے۔ اور تیرے اکرام وعظمت والے رب کی ذات ہمیشہ باقی رہے گی" کے مطابق کرہ شمش کے نظام بروج اور نظام ایام کی استواء پسندی میں خلل پڑنے کے سبب اپنی اپنی طبیعت کے تقاضہ میں (پانی کا اوپر آنا اور مٹی کا نیچے بیٹھ جانا) پانی کا زمین کی سطح پر پوری طرح پھیل جانے کی وجہ سے روئے زمین پر کسی بھی جاندار کے باقی نہ رہنے کا نام قیامت عظمیٰ آفاقیہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں (اور جگہ بھی پہلے سے ہی) اس قیامت کی خبر دی ہے۔ ترجمہ: قیامت ضرور آنے والی ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک ممکن نہیں" ایسے میں برتر و بڑائی والے رب الارباب تمام اہل عالم سے مخاطب فرمائینگے "آج کی حکومت کس کی ہے"؟۔

پر تشدد لوگوں کی آخری پسپائی کے سبب اس ذات پاک کا جواب دینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ چنانچہ اللہ پاک خود ہی اپنے آپ کو یوں جواب فرمائیگا آج کی حکومت بھرپور طاقت کے مالک یکتا اللہ کی ہے۔

آنکھ کی ٹھنڈک سے بڑھ کر پیارے بیٹے عبرت حاصل کر۔ لاؤ لشکر اور دولت حکومت کہاں ہوگی؟ شاہان کسریٰ اور ان کی طاقت کہاں گئی ہوگی؟ پر تشدد لوگ اور ان کے نخرے کہاں گئے ہونگے۔ کہاں گئے ہونگے شاہان مصر اپنے دبدبے سمیت؟ اور کہاں گئے ہونگے سرکش لوگ اپنی سرتابی کے ساتھ۔ (ہوشیار)

تیری عمر چالیس کے لگ بھگ ہو رہی ہے۔ اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَنْ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ وَلَمْ یَغْلِبْ خَیْرُہٗ عَلٰی شَرِّہٖ فَھُوَ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ
ترجمہ: چالیس سال کی عمر پاکر جس کی نیکیاں برائیوں پر غالب نہ آئیں وہ گھاٹے والوں میں رہے گا۔

اے اللہ اس (اپنے بیٹے) کی عمر لمبی کر دے۔ اور دین کی مدد کی خاطر اسے توبہ کی توفیق دے۔

وَیَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ الْقَبْرَ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ

کَمَا اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ

قبر پر اعتقاد کی تفصیل

جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ اَلْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ۔ ترجمہ: قبر یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم کی کھائیوں میں سے ایک کھائی ہے۔"

ویسے ہی ہمیں اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ قبر (اچھے اعمال والوں کے لئے) یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم (برے اعمال والوں کے لئے) کی کھائیوں میں سے ایک کھائی ہے۔

وَیَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ سُؤَالَ الْمُنْکَرِ وَالنَّکِیْرِ وَالصِّرَاطَ وَالْمِیْزَانَ وَالْحِسَابَ وَالْجَنَّۃَ وَالنَّارَ بِصُوَرِہَا الْاُخْرَوِیَّۃِ مِنْ غَیْرِ تَاوِیْلٍ۔

سوال منکر و نکیر، پل صراط، میزان و حساب اور جنت و دوزخ پر اعتقاد کی تفصیل

کسی تاویل کے بغیر عالم آخرت سے مطابقت رکھنے والی کسی ہیئت میں منکر نکیر کے سوال، پل صراط و میزان، حساب اور جنت و دوزخ کے وجود پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔

وَیَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِی الْعِظَامَ الرَّمِیْمَ فِی الْقِیَامَۃِ الْعُظْمٰی وَیُفِیْضُ عَلٰی کُلِّ جَسَدٍ رُوْحَہٗ وَیُنْشِئُ النَّاسَ کَمَا اَنْشَاَھُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَیَکُوْنُ ذٰلِکَ بَعْدَ حِیْنٍ وَلٰکِنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا مَاتَ فَیُنَعَّمُ وَیُعَذَّبُ بِالْبَدَنِ الْمُکْتَسَبِ الْاُخْرَوِیِّ الْمِثَالِیِّ بِلَا تَرَاخٍ

گلی سڑی ہڈیوں کو پھر سے زندہ کرنے پر اعتقاد کی تفصیل

یہ اعتقاد بھی واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت عظمیٰ (آخرت) میں گلی سڑی ہڈیوں کو پھر سے زندہ فرمائے گا۔ اور ہر جسم کے ساتھ اسکے روح کو پیوست کر کے اسے ایسے پیدا فرمائے گا۔ جیسے پہلی مرتبہ (دنیا میں) اسے پیدا فرمایا تھا۔ یہ سارا کام ایک خاص وقت گزرنے کے بعد ہی ہوگا۔ مگر انسان کے مرتے ہی عالم آخرت سے مناسبت رکھنے والے ایک مثالی اکتسابی جسم کو (اعمال کے اچھے یا برے اعتبار سے) نعمت یا اذیت دی جاتی ہے۔

وَیَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ الْجَنَّۃَ فِیْہَا اَنْہَارٌ وَاَشْجَارٌ وَاَثْمَارٌ وَحُوْرٌ وَقُصُوْرٌ وَغِلْمَانٌ وَوِلْدَانٌ وَمَا تَشْتَہِی الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ وَکُلُّہَا اَشْرَفُ وَاَلْطَفُ وَاَلَذُّ مِنْ نَعِیْمِ الدُّنْیَا وَالْعَوَامُّ اِنْ سَمِعُوْہَا ھٰذِہِ الطَّائِفَۃُ رَاَوْہَا کَمَا وَعَدَہَا اللّٰہُ وَذَکَرَہَا فِی الْقُرْاٰنِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَخْبَرَ عَنْہَا۔

جنت پر اعتقاد کی تفصیل :- اللہ تعالیٰ کے وعدہ ، قرآن کی تفصیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خبر کے مطابق اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ جنت میں نہریں، درخت، پھل، حور، قلعے، غلمان، ولدان (خدمت گذار بچے) دلوں میں چاہت پیدا کرنے والی اور آنکھوں میں بھا جانے والی ساری نعمتیں موجود ہیں۔ ان میں سے ہر نعمت دنیا کی (ہمشکل) نعمتوں کے مقابلے میں بہت ہی بہتر بہت ہی نفیس اور بہت ہی لذیذ ہیں لوگوں نے ان کا تذکرہ خالی سنا ہے مگر اس گروہ (اولیاء) نے انہیں دیکھا بھی ہے۔ (معائنات ملکوتی کے ذریعہ)

وَيَجِبُ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ الْجَحِيْمَ فِيْهَا نِيْرَانٌ وَحَيَّاتٌ وَعَقَارِبُ وَظُلُمَاتٌ وَكَلُّ وِرَاتٌ وَعَذَابٌ اَلِيْمٌ وَاَنْوَاعُ الْمِحَنِ وَالْعُقُوْبَاتِ كَمَا وَرَدَ فِي التَّنْزِيْلِ مِنْ غَيْرِ تَحْرِيْفٍ وَتَاوِيْلٍ وَكَانَتِ الْجَنَّةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْجَحِيْمُ فِيْ اَسْفَلِ السَّافِلِيْنَ وَهُمَا اَلْاٰنَ كَانَتَا مَوْجُوْدَتَيْنِ وَاَهْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ يَصِلَانِ اِلَيْهِمَا بِالْاَبْدَانِ الْمُكْتَسَبَةِ الْمِثَالِيَّةِ كَمَا فِي الْمَنَامِ لِاَنَّ النَّوْمَ اَخُ الْمَوْتِ وَمِثَالُهُ؛

جہنم پر اعتقاد کی تفصیل :- اعتقاد رکھنا واجب ہے کہ قرآن تفصیل کے ہو بہو جہنم میں آگ کے مرغولے، سانپ، بچھو، تاریکیاں، طبیعت کو متلانے والی چیزیں اور دردناک عذاب کے ساتھ ساتھ قسم قسم کی محنتیں اور مشقتیں ہیں۔ جنت آسمانوں (بلندیوں) میں اور جہنم زمین کی سب سے نچلی سطحوں میں ابھی سے موجود ہیں۔ جہاں ان کے اہل لوگ خواب کی طرح اس حیثیت سے کہ نیند (عالم خواب) موت کی ہم پلہ اور ہم شکل ہے۔ اکتسابی جسم کے ساتھ پہنچیں گے۔

وَمَنِ اعْتَقَدَ هٰذِهِ الْعَقَائِدَ صَارَ اِيْمَانُهُ مُطَابِقًا لِلْوَاقِعِ صَحِيْحًا عِنْدَ اللّٰهِ فَاكْتَفَيْنَا عَلٰى هٰذَا الْقَدْرِ لِاَنَّ الْوَقْتَ لَا يَقْتَضِيْ اَلْاِطْنَابَ وَاللّٰهُ الْمُلْهِمُ بِالصَّوَابِ۔

حتمی فیصلہ اختتامیہ

ان تفاصیل کی مقدار پہ جسکا اعتقاد رہا۔ اسکا ایمان اللہ کے نزدیک صحیح اور حقیقت کے موافق ہی رہا ہے۔

وقت کے اختصار کے تقاضے کے تحت ہم اتنی مقدار پہ اکتفا کرتے ہیں۔ اللہ ہی نیکیوں کا (قلبی) اشارہ دینے والا ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

جمعۃ المبارک ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ
بمطابق ۱۳ نومبر ۱۹۸۷ء

Scanned and preserved by Sajjad Hussain Balghari